152786 - زمین خرید کر اسے تجارت اور تعمیر کیلئے تقسیم کر دیا ہے، اسکی زکاہ کیسے ادا کریگا؟

سوال

سوال: میں نے کچھ زمین خریدی ہے، میرا اس پر کچھ اپنے لئے اور کرائے پر دینے کیلئے مکان بنانے، اور کچھ کو فروخت کرنے کا ارادہ ہے، زمین کی بحالی کے بعد میں نے اسے مختلف سائز کے پلاٹوں میں تقسیم کر دیا ہے، اسکی زکاہ کیسے ادا کی جائے گی؟ یاد رہے کہ زمین کو ہموار کر کے متعدد پلاٹوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ: رقم کی کمی کے باعث نا مکمل لیکن زیر تعمیر مکان کی زکاہ سال گزرنے پر کیسے ادا کی جائے گی؟

تیسرا سوال یہ ہے کہ: مسجد کی تعمیر مکمل کرنے کیلئے مخیر حضرات کی عدم موجودگی کی وجہ سے کافی عرصے سے رُکی ہوئی ہے، کیا اس مسجد کی تعمیر کیلئے زکاہ کی رقم استعمال کی جاسکتی ہے؟

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

زمین پر زکاہ اسی وقت ہوتی ہے جب زمین بیچنے کیلئے خریدی جائے۔ چنانچہ جو زمین ذاتی رہائش یا کرائے پر دینے کیلئے مکانات کی تعمیر کیلئے مختص ہو اس پر کوئی زکاہ نہیں ہوتی۔ جبکہ ایسی زمین جسے فروخت کرنے کیلئے خریدا گیا ہے تو اس میں زکاہ واجب ہے، چنانچہ سال مکمل ہونے پر اس کی [موجودہ] قیمت میں سے 2.5% زکاہ ادا کی جائے گی۔ مزید کیلئے سوال نمبر: (38886) کا جواب ملاحظہ کریں۔

دوم:

زیر تعمیر مکان کی زکاہ کے بارے میں یہ ہے کہ: اس میں کوئی زکاہ نہیں ہے، الا کہ آپ اسے تعمیر کرنے کے بعد فروخت کرنا چاہیں، اور اس سے منافع کمانا مقصود ہو، تو پھر سال مکمل ہونے کے بعد موقع پر موجودہ حالت میں مکان کی قیمت لگائی جائے گی، اور زکاہ کا حساب لگایا جائے گا، اور پھر مکان فروخت ہونے کے بعد اسکی زکاہ ادا کر دی جائے گی۔

اور اگر یہ زیر تعمیر مکان ذاتی رہائش یا کرائے پر دینے کیلئے ہے تو اس پر زکاۃ نہیں ہے۔

دائمى فتوى كميٹى كے علمائے كرام كا كهنا ہے كه:

"جو مكانات رہائش كيلئے مختص ہيں، بيچنے كيلئے نہيں ہيں، ان ميں زكاۃ نہيں ہے، اور جو مكانات كرائے پر دینے كيلئے ہيں تو ان كے كرائے ميں سے بچى ہوئی رقم پر سال مكمل ہونے اور نصاب پورا ہونے كى شكل ميں زكاۃ واجب ہوگی، كرائے پر دئے جانے والے مكانات كى قيمت پر زكاۃ نہيں ہوگی، اور جو مكانات فروخت كرنے كيلئے مختص ہوں تو ايک سال مكمل ہونے كے بعد انكى قيمت پر ہر سال زكاۃ واجب ہوگی" انتہی

"فتاوى اللجنة الدائمة" (9/ 335)

شيخ ابن باز رحمہ اللہ كہتے ہيں كه:

"سامان تجارت، يعنى وہ سامان جسے فروخت كرنے كيلئے ركها گیا ہے، اس سارے سامان كى سال كے آخر ميں قيمت لگائی جائے گی، اور اسكى مجموعى قيمت ميں سے چالیسواں حصہ يعنى: 2.5% زكاۃ كى مد ميں ادا كيا جائے گا، چاہے اسكى قيمت [ماركيٹ ميں] سامان كى اصلى قيمت والى ہو، يا كم / زيادہ ہو [اس سے كوئى فرق نہيں پڑے گا]۔

سامان تجارت ميں یہ چیزیں بھى شامل ہے: فروخت كيلئے خريدى گئی زمين، عمارتیں، كارين، پانى كيلئے پمپ، وغيرہ تمام سامان جو فروخت كيلئے ركها گیا ہے۔

جبکہ ایسی عمارتیں جنہیں كرائے پر ديا جاتا ہے، فروخت نہيں كيا جاتا، تو انكے كرائے پر زكاۃ سال گزرنے كے بعد واجب ہوگی، ليكن ان عمارتوں كى قيمت پر زكاۃ نہيں ہے، كيونكہ یہ عمارتیں فروخت كرنے كيلئے نہيں ہيں "انتہی

"مجموع فتاوى ابن باز" (14/ 234)

سوم:

مسجد كى تعمير مكمل كرنے كيلئے زكاۃ كى رقم لگانا جائز نہيں ہے؛ كيونكہ زكاۃ كى تعمير كيلئے محدود مصارف ہيں جن ميں مسجد كا ذكر نہيں ہے۔

شيخ ابن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"ایسی مسجد كى تعمير مكمل كرنے كيلئے زكاۃ كى رقم لگانا كيسا ہے جو بالكل مكمل ہونے كے قريب ہے، ليكن تعميراتى كام [رقم كى عدم موجودگی كيوچہ سے] رك چكا ہے؟

تو انہوں نے جواب ديا:

"تمام علمائے كرام كے ہاں یہ بات معروف ہے، جو كه اكثر اور جمہور علمائے كرام كى رائے ہے، اور یہ سلف صالحين سے اجماع كى طرح ہے، وہ یہ كه: زكاۃ مساجد كى تعمير، اور كتب وغيرہ خريدنے ميں صرف نہيں كى جاسكتى، بلکہ زكاۃ كيلئے آٹھ مصارف ہيں، جنكا ذكر سورہ توبہ كى آيت [نمبر 60] ميں ہوا ہے، جو كه مندرجہ ذيل

ہیں: فقراء، مساکین، زکاۃ جمع کرنے والے افراد، جنکی تالیف قلبی مقصود ہو، غلام آزاد کروانے کیلئے، چٹی بھرنے والوں کیلئے، فی سبیل اللہ، اور مسافروں کیلئے، "فی سبیل اللہ" سے مراد جہاد ہے، اہل علم کے ہاں یہی معروف ہے، چنانچہ مصارف زکاۃ میں مساجد کی تعمیر، مدارس کی تعمیر، اور سڑکیں بنانا شامل نہیں ہے۔" انتہی

"مجموع فتاویٰ ابن باز" (14/ 294)

مزید کیلئے سوال نمبر: (13734) کا مطالعہ کریں۔

واللہ اعلم۔